

## علم و حکمت امیر المومنین علیہ السلام

<?xml encoding="UTF-8">

ههنا لعلماء جما(حضرت علی علیہ السلام)

انبیاء اور ائمہ علیہم السلام کے علم کے بارے میں لوگوں کے مختلف نظریات ہیں ، کچھ معتقد ہیں کہ ان کا علم محدود تھا اور شرعی مسائل کے علاوہ دوسرے امور ان کے حیطہ علم سے خارج ہیں ، کیوں کہ علم غیب خدا کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے ، قرآن کریم کی کچھ آیات اس بات کی تائید کرتی ہیں جیسے : **وعنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو (انعام ۵۹)**

غیب کی چابیاں اس کے پاس ہیں ا سکے علاوہ کوئی بھی ان سے مطلع نہیں ہے  
دیگر آیت میں ارشاد ہوا : **وماکان اللہ لیطّلعکم علی الغیب (آل عمران ۱۷۹)**  
خدا تمہیں غیب سے مطلع نہیں کرتا۔

کچھ اس نظریہ کو رد کرتے ہیں اور معتقد ہیں انبیاء اور ائمہ کا علم ہر چیز پر احاطہ رکھتا ہے اور کوئی بھی چیز چاہے امور تکوینیہ میں سے ہو یا تشریعیہ میں سے ان کے علم سے باہر نہیں ہے ایک گروہ ایسا بھی ہے جو امام کی عصمت کا قائل نہیں ہے اہل سنت کی طرح امام کو ایک عام رہبر اور پیشوا کی طرح مانتا ہے ا سکا کہنا ہے کہ ممکن ہے کہ امام کسی چیز کے بارے میں مامومین سے کم علم رکھتا ہو اور اس کے اطاعت گزار کچھ چیزوں میں اس سے اعلم ہوں جیسا کہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر نے ایک عورت کے استدلال کے بعد اپنے عجز کا اظہار کرتے ہوئے ایک تاریخی جملہ کہا : **کلکم افقہ من عمر حتی المخدرات (شہائے پشاور ۸۵۲)** تم سب عمر سے زیادہ صاحب علم ہو حتی خانہ نشین خواتین بھی۔

فلسفہ کی نظر سے ہمارا موضوع انسان کی معرفت اور اس کے علم کی نوعیت سے مربوط ہے اور یہ کہ علم کس مقولے کے تحت آتا ہے ۔ مختصر یہ کہ علم واقعیت کے منکشف ہونے کا نام ہے اور یہ دو طرح کا ہوتا ہے ذاتی اور کسبی ، ذاتی علم خداوند عالم کے لئے ہے اور نوع بشر اس کی حقیقت اور کیفیت سے مطلع نہیں ہو سکتی لیکن کسبی علم کوانسان حاصل کر سکتا ہے ۔

علم کی ایک تیسری قسم بھی ہے جسے علم لدّتی اور الہامی کہا جاتا ہے یہ علم انبیاء اور اولیاء الہی کے پاس ہوتا ہے یہ علم نہ انسانوں کی طرح کسبی و تحصیلی ہوتا ہے اور نہ خدا کی طرح ذاتی بلکہ عرضی علم ہے جو خدا کی طرف سے ان کو عطا ہوتا ہے اسی علم کے ذریعہ انبیاء اور ائمہ علیہم السلام لوگوں کو آئندہ اور گذرے ہوئے زمانے کی خبریں دیتے تھے ا ور ہر سوال کا جواب سوال کرنے والوں کی عقل کی مناسبت سے دیتے تھے جیسا کہ قرآن کریم نے حضرت خضر کے لئے فرمایا: **وعلمناه من لدّنا علما (کہف ۶۵)** ہم نے انہیں اپنی طرف سے علم لدّتی و غیبی عطا کیا۔

قرآن حضرت عیسیٰ کی زبانی بیان فرماتا ہے : **انبئکم بما تأکلون وما تدخرون فی بیو تکم (آل عمران ۹۴۹)**

تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔

معلوم ہوا کہ اس علم غیب میں جو خدا اپنے لئے مخصوص کرتا ہے اور اس علم میں جو اپنے نبیوں اور ولیوں

کو عطا کرتا ہے فرق ہے اور وہ فرق وہی ہے جو ذاتی اور عرضی میں ہے جو دوسروں کے لئے ناممکن ہے وہ علم ذاتی ہے لیکن عرضی علم خدا اپنے خاص بندوں کو عطا کرتا ہے جس کے ذریعہ وہ غیب کی خبریں دیتے ہیں : عالم الغیب فلا یظهر علی غیبہ احد الا من ارتضى من رسول (جن ۲۶)

خدا غیب کا جاننے والا ہے کسی پر بھی غیب کو ظاہر نہیں کرتا سوائے اس کے جسے رسالت کے لئے منتخب کر لے۔ گزشتہ آیات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو زنجیر عالم امکان کی پہلی کڑی ہیں اور قاب قوسین او ادنیٰ کی منزل پر فائز ہیں خدا کے بعد سب سے زیادہ علم ان کے پاس ہے جیسا کہ قرآن میں فرمایا: عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ (نجم ۵) اسی لئے وہ کائنات کے اسرار و رموز کا علم ہر مخلوق سے زیادہ رکھتے ہیں اور حضرت علیؑ کا علم بھی انہیں کی طرح اسی ابدی وازلی سرچشمہ سے وابستہ ہے اس لئے کہ علی علیہ السلام باب مدینۃ العلم ہیں کیونکہ خود آنحضرتؐ نے فرمایا ہے : انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد العلم فلیأت من بابہا (مناقب ابن مغازلی ص ۸۰)

انا دار الحکمة و علی بابہا۔ (ذخائر العقبین ۷۷)

خود حضرت امیر نے فرمایا: لقد علمنی رسول اللہ (ص) الف باب کل باب یفتح الف باب (خصال صدوق ج ۲ ص ۱۷۶)

شیخ سلیمان بلخی نے اپنی کتاب ینابیع المودہ میں امیر المومنینؑ سے نقل کیا ہے : سلونی عن اسرار الغیب فانی وارث علوم الانبیاء والمرسلین۔ (ینابیع المودہ باب ۱۲ ص ۶۹)

نقل ہوا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا علم و حکمت دس حصوں میں تقسیم ہوئی ہے جس میں نو حصے علی سے مخصوص ہیں اور ایک حصہ دوسرے انسانوں کے لئے ہے اور اس ایک حصے میں بھی علی اعلم الناس ہیں۔ (ینابیع المودہ باب ۱۲ ص ۷۰)

خود حضرت علی نے فرمایا: سلونی قبل ان تفقدونی۔ (ارشاد مفید ج ۱ باب ۲ فصل ۱ حدیث ۴)

مختصر یہ کہ متعدد احادیث علی علیہ السلام کے علم بیکراں کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ علی۔ غیب دان اور عالم علم لدنی تھے۔